تاخیر سے ایمان لانے والے صحابہ کی توہین

قرآن وسنت اور فہم سلف کے خلاف تفسیر کرتے ہوئے علی مرزا جہلمی نے کہا ہے:

''محمد رسول اللہ۔محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔والذین معه ۔اور جو ان کے ساتھی ہیں۔اشداء علی الکفار۔ وہ کافروں پر تو بڑے سخت ہیں،رحماء بینهم لیکن آپس میں بڑے نرم دل ہیں،ایک دوسرے کا خیال رکھنے والے ہیں۔لیکن یاد رکھیے گا،یہ تمام صحابہ کے بارے میں نہیں ہے۔یہ صلح حدیبیہ کے موقعے پر آیات نازل ہوئیں۔اس سے مراد بعد کے لوگ نہیں ہیں۔یہ وہ چودہ سو صحابہ کی شان ہے۔اسی لیے میں نے اوپر وہ آیت رکھی تھی کہ اللہ کن سے راضی ہوا؟صلح حدیبیہ کے (صحابہ سے)اور انہی کے Context (سیاق) میں یہ آخری آیت اسی سورت کی آ رہی ہے کہ یہ وہ صحابہ ہیں۔اب یہ پکڑ کہ وہ فتح مکہ کے بعد جو معافیاں مانگ کے مسلمان ہوئے،پوری زندگی اسلام کی پیٹھ میں چھرا گھونپتے رہے اور بعد میں موت کے ڈر سے کلمہ پڑھ لیا۔ان کے اوپر یہ آیات لگانا تو یہ قرآنِ پاک کے ساتھ خیانت کرنا ہے اور اپنا لقمہ قرآن کے منہ میں ڈالنے والی بات ہے۔اس سے بڑی کوئی خیانت نہیں ہوسکتی۔''

(لیکچر مسئلہ 96، وقت 32:25 تا 33:40)

مرزا کی یہ باتیں قرآن وسنت سے صریح جہالت اور صحابہ کرام کی واضح گستاخی پر مبنی ہیں۔کچھ قابل غور نکات یہ ہیں:

① اگر کوئی آیت کسی خاص موقع پر نازل ہو لیکن اس کے الفاظ عام ہوں تو اس کا

یہ مطلب نہیں کہ اس کا مفہوم صرف اسی واقعہ کے ساتھ خاص ہے۔ایسا سوچنا قرآنِ کریم سے جہالت کا نتیجہ ہے۔قرآنِ کریم کے جو الفاظ کسی خاص واقعہ میں نازل ہوئے،وہ الفاظ اسی تناظر کے باقی لوگوں کے لیے بھی عام تھے۔اس کی کچھ مثالیں پیش خدمت ہیں :

(ا) سب مسلمان اس بات کے اقراری ہیں کہ آیتِ ظہار(المجادلة 58 : 3)خاص سیدنا اوس بن صامت رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی،لیکن اس کا حکم ان سب لوگوں کے لیے عام ہے جو ظہار کریں۔

(ب) لعان کی آیت بالاتفاق سیدنا ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے واقعہ پر نازل ہوئی،لیکن سب مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ سیدنا ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ساتھ باقی سارے مسلمان بھی اس حکم میں شامل ہیں،جن کے ساتھ ایسا معاملہ پیش آ جائے۔

کیا اب مرزا ان آیات کے بارے میں بھی یہ کہے گا کہ ظہار والی آیت سیدنا اوس بن صامت رضی اللہ عنہ اور لعان والی آیت سیدنا ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی،لہٰذا ان آیات کا حکم بھی صرف انہی دو صحابہ کے ساتھ خاص ہے،اسے بعد والے مسلمانوں پر فٹ کرنا خیانت ہے؟

مزے کی بات تو یہ ہے کہ ظہار اور لعان والی آیات میں بھی عام الفاظ والذین(وہ لوگ جو) ہیں اور شانِ صحابہ والی آیت میں بھی عام الفاظ والذین(وہ لوگ جو)ہی ہیں۔

آیئے بالترتیب آیت ظہار،آیتِ لعان اور آیتِ شانِ صحابہ ملاحظہ فرمائیں :

﴿وَالَّذِيْنَ يُظَاهِرُوْنَ مِنْ نِّسَائِهِمْ﴾ (المجادلة 58 : 3)

''وہ لوگ جو اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں۔۔۔''

﴿وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ أَزْوَاجَهُمْ﴾ (النور 24 : 4)

''وہ لوگ جو اپنی بیویوں پر الزام لگاتے ہیں۔۔۔''

﴿مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾

(الفتح 48 : 29)

''محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور وہ لوگ جو آپ کے ساتھ ہیں، وہ کافروں پر سخت اور آپس میں رحم دل ہیں۔''

اگر خاص واقعہ پر نازل ہونے کے باوجود ظہار اور لعان والی آیات کا حکم خاص نہیں، بلکہ عام الفاظ کی وجہ سے اُن سب لوگوں کے لیے عام ہے جن کے ساتھ ایسا معاملہ پیش آئے، تو رضائے الٰہی اور اشداء علی الکفار اور رحماء بینھم والا امر بھی عام الفاظ کی وجہ سے اُن سب لوگوں کے لیے عام کیوں نہیں، جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھی بنے؟

② رسولِ اکرم ﷺ کی تعلیم سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی قرآنی آیت کسی خاص صحابی کے بارے میں نازل ہو اور اس کے الفاظ بھی خاص ہی ہوں، تو بھی وہ اسی صحابی کے ساتھ خاص نہیں رہتی، بلکہ اس کے خاص الفاظ کا حکم بھی عام ہو جاتا ہے، جیسا کہ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

إِنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنَ امْرَأَةٍ قُبْلَةً، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَخْبَرَهُ، فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ : ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ﴾(هود : 114)، فَقَالَ الرَّجُلُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، أَلِيَ هٰذَا ؟ قَالَ : «لِجَمِيعِ أُمَّتِي كُلِّهِمْ» .

''ایک صحابی (غیر محرم) عورت کو بوسہ دے بیٹھا اور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: تُو صبح شام اور رات کے اندھیرے میں نماز قائم کر، کیونکہ نیکیاں بُرائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔ اس

آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا یہ حکم صرف میرے لیے ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، بلکہ میری ساری امت کے لیے۔''

(صحيح البخاري: 526، 4687، صحيح مسلم: 2763)

اب اس آیت میں جو الفاظ ہیں، وہ واحد کے صیغے کے ساتھ اُسی صحابی کے لیے تھے، لیکن اس کے باوجود حکم کو اُن سب لوگوں کے لیے عام رکھا گیا جو ایسا کرتے ہیں۔ جب خاص الفاظ کا حکم بھی عام ہو جاتا ہے تو جو الفاظ ہوں ہی عام، ان کے حکم کو خاص قرار دینا اور ان کے عموم کو خیانت قرار دینا کون سی دینی خدمت ہے؟

③ اہل سنت کے کسی ایک بھی مفسر یا اہل علم نے اس آیت کو اہل شجرہ کے لیے خاص قرار نہیں دیا اور یہ نہیں کہا کہ اس میں صلح حدیبیہ کے بعد ایمان لانے والے صحابہ کرام شامل نہیں ہیں۔ سب نے اسے عام قرار دیتے ہوئے سب صحابہ کرام کی شان میں بیان کیا ہے۔ شائقین اس حوالے سے تفسیر طبری اور تفسیر ابن کثیر وغیرہ کی طرف رجوع کریں۔

کیا اسلافِ امت قرآنِ کریم کی تفسیر کو بہتر سمجھتے تھے یا آج کے وہ لوگ، جو تفسیر کی ابجد سے بھی جاہل ہیں، وہ زیادہ سمجھتے ہیں؟

④ سب صحابہ کرام کے رضائے الٰہی کا بیان اگرچہ یہاں صلح حدیبیہ کے تناظر میں بیان ہوا ہے، اگر اسے چودہ سو صحابہ کے لیے خاص بھی سمجھ لیا جائے تو سورۂ توبہ اور سورۂ حدید کی ان صریح آیات کا کیا کیا جائے گا، جس میں بعد میں ایمان لانے والے صحابہ کرام کو بھی واضح انداز میں یہی خوش خبری سنائی گئی؟

❀ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

تَحْتَهَا الْاَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا اَبَدًا ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ﴾ (التوبة : 100)

''مہاجرین وانصار میں سے پہلے سبقت لے جانے والے اور وہ لوگ جو نیکی میں ان کے راستے پر چلے،اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہو گئے۔ اللہ نے ان کے لیے ایسے باغات تیار کیے ہیں،جن کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں، وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔''

یہاں سابقون اولون کے ساتھ ساتھ بعد میں ایمان لانے والوں کے لیے بھی وہی رضائے الٰہی اور جنت کی بشارت موجود ہے۔

❁ نیز صحابہ کرام کے بارے میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے :

﴿لَا يَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ (الحدید 57 : 10)

''تم میں سے وہ لوگ (باقی صحابہ کے) برابر نہیں جنہوں نے فتح سے قبل مال خرچ کیا اور قتال کیا، بلکہ یہ لوگ ان لوگوں سے بڑے اجر والے ہیں،جنہوں نے فتح کے بعد مال خرچ کیا اور قتال کیا،لیکن اللہ تعالیٰ نے سب کے ساتھ اچھا وعدہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے۔''

❁ اس آیت کی تفسیر میں امامِ تفسیر،علامہ محمد بن جریر بن یزید،طبری رحمہ اللہ (224-310ھ) فرماتے ہیں :

وَقَوْلُهُ : ﴿وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى﴾، يَقُولُ تَعَالٰى ذِكْرُهُ : وَكُلُّ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلُوا، وَالَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ

وَقَاتَلُوا، وَعَدَ اللّٰهُ الْجَنَّةَ بِإِنْفَاقِهِمْ فِي سَبِيلِهِ، وَقِتَالِهِمْ أَعْدَاءَهُ.

''فرمانِ باری تعالیٰ 'اور اللہ نے سب کے ساتھ اچھائی کا وعدہ فرمایا ہے'میں اللہ فرماتا ہے: یہ سب صحابہ جنہوں نے فتح سے قبل مال خرچ کیا اور دشمنوں سے قتال کیا اور جنہوں نے فتح کے بعد مال خرچ کیا اور قتال کیا،اللہ تعالیٰ نے سب کو ان کے مال خرچ کرنے اور دشمنوں سے قتال کرنے کی وجہ سے جنت کا وعدہ دیا ہے۔''

(جامع البيان في تأويل القرآن: 177/23)

یعنی فتح سے پہلے والے صحابہ ہوں یا بعد والے،سب سے اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ فرمایا ہے۔کیا اللہ تعالیٰ کی رضا کے بغیر جنت میں دخول ممکن ہے؟

اس آیت میں تحریف معنوی کرتے ہوئے مرزا نے کہا ہے:

''واللّٰہ بما تعملون خبیر اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو وہ (آیت میں 'تم' کا لفظ ہے،جو علی مرزا نے اپنی جہالت سے 'وہ' میں بدل دیا ہے) اعمال کر رہے ہیں۔یعنی اوپن لائسنس نہیں دے دیا کہ اعمال کی بنیاد پہ فیصلہ ہونا ہے۔یہ نہیں کہ خالی کلمہ پڑھ لیا ہے تو اب جنت جو ہے وہ گارنٹیڈ ہوگئی ہے،حضور کو دیکھ لیا ہے تو اب گارنٹیڈ ہوگئی ہے،اس طریقے سے نہیں ہوگا،اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے باخبر ہے،دیکھے گا۔''

(مسئلہ 96،وقت 37:21 تا 37:43)

حالانکہ آپ نے ملاحظہ فرما لیا ہے کہ اس آیت میں تو فتح سے پہلے اور بعد والے تمام صحابہ کرام کے لیے جنت کی واضح بشارت دے دی گئی ہے،پھر یہ کہنا کہ بعد والوں کو جنت کا اوپن لائسنس نہیں ملا اور جنت ان کے لیے پکی نہیں ہوئی،واضح معنوی تحریف ہے۔

رہی اعمال سے خبردار ہونے کی بات،تو وہ بطورِ حوصلہ افزائی فرمائی گئی ہے نہ کہ بطورِ

تنبیہ۔یعنی اس لیے نہیں کہی گئی کہ تمہارے اعمال کو دیکھا جائے گا اور فیصلہ کیا جائے گا کہ فتح کے بعد والے صحابہ نے جنت میں جانا ہے یا نہیں، بلکہ اس لیے کہ بعد والوں کا مال خرچ کرنا اور قتال کرنا اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے،لہٰذا وہ ضرور اس کے بدلے میں جنت کا انعام دے گا۔

❁ انہی الفاظ کے بارے میں امامِ تفسیر،علامہ،محمد بن جریر بن یزید،طبری رحمہ اللہ (224-310ھ)فرماتے ہیں:

وَقَوْلُهُ : ﴿وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ﴾ يَقُولُ تَعَالٰى ذِكْرُهُ : وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ مِنَ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، وَقِتَال أَعْدَائِهِ، وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ أَعْمَالِكُمُ الَّتِي تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ، لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ مِنْهَا شَيْءٌ، وَهُوَ مُجَازِيكُمْ عَلٰى جَمِيعِ ذٰلِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

''فرمانِ الٰہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جو تم کرتے ہو،اسے خوب جاننے والا ہے۔اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ تم انفاق فی سبیل اللہ اور دشمنوں سے لڑائی وغیرہ کی صورت میں جو اعمالِ صالحہ کرتے ہو،اُن سے خوب واقف ہے،ان میں سے کوئی نیک عمل اس سے مخفی نہیں،لہٰذا وہ ان تمام اعمال کی جزا روزِ قیامت تمہیں عطا فرمائے گا۔''

(جامع البيان في تأويل القرآن : 177/23)

اب امامِ تفسیر علامہ طبری رحمہ اللہ کی تفسیر صحیح مانی جائے یا اس جاہل کی تفسیر پر اعتماد کیا جائے جو تعملون(تم عمل کرتے ہو) اور یعملون(وہ عمل کرتے ہیں) کا فرق بھی نہیں جانتا؟

یاد رہے کہ صحابہ کرام کے درجات میں تفاوت سے کسی کو انکار نہیں۔فتح سے پہلے اور بعد والے صحابہ کرام کے درجات میں فرق ضرور ہے،لیکن یہ ایسے ہی ہے جیسے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں سیدنا علی،سیدنا حذیفہ بن یمان اور سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم سمیت دیگر صحابہ کے

درجہ میں فرق ہے۔اس فرق سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ کچھ صحابہ کرام سے اللہ تعالیٰ راضی اور کچھ سے راضی نہیں تھا یا کچھ صحابہ کرام کافروں پر سخت اور کچھ سخت نہیں تھے۔

⑤ مرزا کو کیسے پتا چلا کہ فتح مکہ کے بعد ایمان لانے والے صحابہ کرام نے موت کے ڈر سے کلمہ پڑھا تھا؟ سبحانك هذا بهتان عظيم

ایسی بات وہی کرسکتا ہے کہ بخاری ومسلم کی درجِ ذیل حدیث سے یا تو بالکل جاہل ہو یا اس کو صریحاً جھٹلاتا ہو۔

❁ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

بَعَثَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَرِيَّةٍ، فَصَبَّحْنَا الْحُرَقَاتِ مِنْ جُهَيْنَةَ، فَأَدْرَكْتُ رَجُلًا، فَقَالَ : لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، فَطَعَنْتُهُ، فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِنْ ذٰلِكَ، فَذَكَرْتُهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : «أَقَالَ : لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَقَتَلْتَهُ؟»، قَالَ : قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ، إِنَّمَا قَالَهَا خَوْفًا مِّنَ السِّلَاحِ، قَالَ : أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتّٰى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا؟ فَمَا زَالَ يُكَرِّرُهَا عَلَيَّ، حَتّٰى تَمَنَّيْتُ أَنِّي أَسْلَمْتُ يَوْمَئِذٍ .

”رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک جنگ میں بھیجا۔ہم صبح کے وقت حرقاتِ جُہینہ (جگہ کا نام) میں تھے۔میں نے وہاں ایک آدمی کو دیکھا(اور اسے قتل کرنا چاہا)تو اس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا،لیکن میں نے اسے تیر مارا (اورقتل کر دیا)۔اس بارے میں میرا دل شبہ میں پڑ گیا۔میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے عرض کی تو آپ نے فرمایا: کیا اس کے لا الہ الا اللہ پڑھنے کے بعد بھی تم نے اسے قتل کر

دیا؟میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! اس نے تو اسلحہ کے ڈر سے کلمہ پڑھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم نے اس کا دِل چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا کہ اس نے کلمہ ڈر سے پڑھا تھا یا نہیں؟ آپ ﷺ (غصے سے) مجھے یہ بات بار بار فرماتے رہے، حتیٰ کہ میں نے یہ خواہش کی کہ کاش میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا (اور یہ جرم مجھ سے سرزَد نہ ہوا ہوتا)۔''

(صحيح البخاري: 4269، 6872، صحيح مسلم: 158، واللفظ لهٗ)

ایک صحابی نے کسی کلمہ پڑھنے والے ایسے شخص کے بارے میں جو صحابی بھی نہ تھا، یہ کہہ دیا کہ اس نے تو موت کے ڈر سے کلمہ پڑھا تھا اور اس صحابی کو یہ علم بھی نہیں تھا کہ ایسا کہنا جائز نہیں۔ پھر بھی آپ ﷺ اس پر سخت ناراض ہوئے، تو کسی چودھویں صدی کے کسی شخص کا ایسے لوگوں کے بارے میں یہ بات کہنا کیسے قرآن وسنت کی مخالفت اور واضح گستاخی نہیں ہو گا، جو اہل سنت کے ہاں بالاتفاق صحابیٔ رسول ہوں اور جنہیں رضائے الٰہی اور جنت کی ضمانت بھی مل چکی ہو؟

ہم مرزا سے کہتے ہیں: کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ روزِ قیامت اللہ تعالیٰ نے تمام اعمال کا حساب لینا ہے؟ جب یہ سوال کیا جائے گا کہ کیا تم نے سیدنا ابوسفیان اور سیدنا معاویہ وغیرہم رضی اللہ عنہم کا دِل چیر کے دیکھا تھا کہ انہوں نے موت کے ڈر سے کلمہ پڑھا تھا یا اللہ کو راضی کرنے کے لیے تو کیا جواب دو گے؟

⑥ اگر ایمان لانے سے پہلے اسلام کی مخالفت یا کلمہ پڑھنے میں تاخیر اسلام لانے کے بعد کوئی جرم شمار ہوتی ہے تو یہی بات اگر کوئی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا موازنہ کرتے ہوئے کہہ دے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تو شروع شروع میں مسلمان ہو گئے تھے، جبکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ایک عرصے تک ''اسلام اور مسلمانوں کی پیٹھ میں چھرے گھونپتے رہے، پھر

خلافت کے حق دار عمر رضی اللہ عنہ پہلے کیسے بن گئے'' تو تمہارا جواب کیا ہوگا؟

ویسے بھی اسلام قبول کرتے وقت ہی اللہ تعالیٰ پہلے والے سارے جرائم کو نہ صرف معاف فرما دیتا ہے، بلکہ ان جرائم کو نیکیوں میں بدل دیتا ہے۔

❀ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَٰئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ (الفرقان 25 : 70)

''ہاں جن لوگوں نے توبہ کی، ایمان لائے اور نیک عمل کیے، تو یہ ایسے لوگ ہیں جن کی برائیوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں میں بدل دے گا اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا خوب مہربان ہے۔''

لہٰذا اسلام سے پہلے کیے گئے جرائم اور اسلام میں تاخیر کو صحابہ کرام کی شان وفضیلت کے خلاف پیش کرنا رافضیوں کا کام ہے، مسلمانوں کا ہرگز نہیں۔

۷ اگر یہ آیات چودہ سو اصحابِ شجرہ کے لیے خاص ہیں تو کیا جو صحابہ مکہ مکرمہ میں کفار کے ہاتھوں شہادت پا گئے تھے یا جو مدینہ میں آ کر بدر واحد میں شہید ہو گئے تھے یا جو صلح حدیبیہ سے پہلے طبعی طور پر فوت ہو گئے، وہ بھی ان آیات کے عموم میں داخل نہیں ہوں گے؟

کیا ان کے حوالے سے بھی یہی کہا جائے گا کہ وہ چونکہ چودہ سو اصحابِ شجرہ میں شامل نہیں تھے اور یہ آیات اصحابِ شجرہ کے بارے ہی میں نازل ہوئی تھیں، لہٰذا نہ ان کے لیے رضائے الٰہی کی ضمانت ہے نہ وہ اشداء علی الکفار اور رحماء بینھم تھے؟

اگر اس فضیلت میں پہلے والے ان صحابہ کرام کو شامل کر لیا جائے جو صلح حدیبیہ میں موجود نہیں تھے اور اس سے ادنیٰ خیانت بھی لازم نہ آئے، لیکن اگر اس فضیلت میں بعد والے صحابہ کرام کو شامل کر لیا جائے تو یہ سب سے بڑی خیانت بن جائے؟ واہ کیا انصاف ہے!!!

قارئین کرام! اللہ شاہد ہے کہ یہ تحریر محض اصلاح کے لیے ہے۔تعصب کی پٹی اپنی آنکھوں سے ہٹا کر اسے پڑھیے اور انصاف سے فیصلہ کیجیے کہ کیا اب بھی مرزا محمد علی جہلمی کے نظریات کو قرآن وسنت کے خلاف قرار نہ دیا جائے،کیا اب بھی اسے صحابہ کرام کا گستاخ نہ کہا جائے؟ کیا اب بھی اسے اہل سنت والجماعت کے عقیدے سے منحرف نہ مانا جائے؟ کیا اب بھی کچھ صحابہ کرام کو رضائے الٰہی سے محروم سمجھا جائے؟ اور کیا اب بھی کافروں کے لیے سخت اور مؤمنوں کے لیے نرم ہونے کا وصف سب صحابہ کرام کے لیے بیان نہ کیا جائے؟